بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام پر دبیز پردے

تحریر

مسعود احمد

امیر جماعت المسلمین



ناشر

ادارہ مطبوعات اسلامیہ

۴/۳۲۰ حسین آباد، فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۳۴۲۸۱

قیمت ۷/- روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام پردبیز پردے

فرقہ بندی کی وجہ سے حق کو چھپانا، حق کے خلاف عمل کرنا آجکل عام ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح یہ طرزِ عمل اہلِ کتاب کا طرہ امتیاز تھا۔

متعدد مسائل اور فتوے ایسے ہیں جن کے متعلق بہت سے لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حق نہیں ہیں تاہم کیونکہ وہ ان کی مذہبی کتب میں تحریر ہوتے ہیں لہٰذا انہی پر عمل کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ انہیں صحیح ثابت کرنے کے لئے ضعیف اور موضوع احادیث پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ یہ طرزِ عمل بعینہٖ اہلِ کتاب کی روش کا مصداق ہے۔

اللہ تعالےٰ اہلِ کتاب کی اس روش کے بارے میں فرماتا ہے :-

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(آل عمران - ۷۸)

بیشک اہلِ کتاب میں ایسے بھی لوگ ہیں جو (اللہ کی) کتاب کو پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو اس طرح موڑتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں کتاب میں (لکھا ہوا) ہے حالانکہ وہ کتاب میں (لکھا ہوا) نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ (جو کچھ) وہ (پڑھ رہے ہیں) اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) نہیں ہوتا۔ وہ جان بوجھ کر اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب میں کچھ لوگ ایسے تھے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے وقت اس میں کچھ اپنی طرف سے اضافہ یا تحریف کر دیا کرتے تھے اور اس اضافہ یا تحریف کی عبارت کو پڑھتے وقت زبان کو اس طرح موڑتے تھے کہ تسلسل میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ ان کے اس کتمانِ حق سے عام آدمی یہ سمجھتا تھا کہ جو کچھ یہ پڑھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کی عبارت ہے۔

الغرض وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کی ایک اور جگہ نشاندہی کی ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (آلِ عمران - ۷۱)

اے اہلِ کتاب، حق اور باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور (اے اہلِ کتاب) حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ حق ہے)

معلوم ہوا کہ حق کو چھپانا اہلِ کتاب کی خصلت وعادت تھی۔ حق کو چھپانا جرم عظیم ہے کیونکہ حق کے چھپانے سے گمراہی کو پھیلنے اور پھولنے کا موقع ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہوتی ہیں، قوانینِ الٰہیہ کے بجائے خودساختہ قوانین کا نفاذ ہوتا ہے، اصل احکام وفرامین کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے بلکہ اس پر دبیز پردے ڈال دئے جاتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل گذشتہ امتوں میں تو رائج تھا ہی بدقسمتی سے آج بعینہ یہی خصوصیت موجودہ فرقہ وارانہ مذاہب میں بھی پائی جاتی ہے۔ حق کو چھپانا کتنا قبیح جرم ہے اس کا اندازہ درج ذیل آیت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ (البقرة - ۱۵۹)

بیشک جو لوگ کھلے دلائل اور ہدایت کی ان باتوں کو جو ہم نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے ان کو (اپنی) کتاب میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کتمانِ حق کرنے والے ملعون ہیں کیونکہ کتمانِ حق ایسا فعل ہے جس کے ڈانڈے کفر وشرک سے جا ملتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ عوام النّاس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارا فلاں عالم حق کو چھپا رہا ہے اور اگر ان کو معلوم ہو جائے تو یہ بات یقینی ہے کہ وہ بھی ایسے عالم پر لعنت ہی بھیجیں گے جو محض دنیا کمانے، اپنی برتری ثابت کرنے اور اپنی جمعیت کو برقرار رکھنے کے لئے حق کو چھپاتا ہے۔ عوام النّاس کو اگر حق کا یقین ہو جائے تو وہ کبھی ناحق کی پیروی نہ کریں، عوام النّاس کا قصور تو بس یہ ہے کہ وہ اپنے علماء پر تکیہ کر لیتے ہیں اور ان کی ہر جائز وناجائز باتوں کو بغیر تحقیق کے قبول کر لیتے ہیں اور ان کے مقلّد بن جاتے ہیں۔ الغرض علماء حق کو چھپا کر مجرم بنتے ہیں اور عوام النّاس تقلید کر کے مجرم بنتے ہیں۔

اگر علماء وفقہاء کے فتووں اور آراء پر چلنا ضروری ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دینِ اسلام نازل ہوا تھا جس پر آپ نے عمل کیا اور جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عمل کرتے رہے وہ منزل من اللہ دینِ اسلام ناقص تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری کہ "اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (المائدہ۔ ۳) یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، صحیح نہیں تھی (نعوذ باللہ من ذٰلک)

عام طور پر زبانی یا عقیدتاً کوئی شخص بھی یہ نہیں کہتا اور نہ سمجھتا ہے کہ دینِ اسلام ناقص یا نامکمل ہے، لیکن عملاً جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جو کچھ بھی پیش کیا جا رہا ہے وہ اس اسلام کی صریح ضد ہے جو اسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دے کر گئے تھے۔

یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کسی ایک مذہب یا کسی ایک فرقہ کے پاس خالص دین ہے سب ہی نے فتووں کے ذریعہ کچھ نہ کچھ اضافہ اور کچھ ترمیم ضرور کی ہے مزید برآں یہ المیہ ہے کہ سب ہی نے اصل اسلام پر دبیز پردے ڈال دئے ہیں۔

جماعت المسلمین وقتاً فوقتاً ان کی نشان دہی کرتی رہی ہے اور اسلام پر جو پردے ڈال دئے گئے ہیں انہیں رفتہ رفتہ ہٹا رہی ہے۔ زیرِ نظر مضمون بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو ہم اپنے دعوے کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔

اس نشست میں دینِ اسلام کے ان احکام وفرامین کو بے نقاب کر کے سامنے لایا جا رہا ہے۔ جن پر موجودہ فرقے نہ عمل کرتے ہیں اور نہ انہیں بیان کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اکثریت اصل دین سے ناآشنا ہے۔ وہ اسی اسلام سے واقف ہے جو مذہبی علماء بیان کرتے چلے آرہے ہیں اور اصل اسلام جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دیا تھا، جس پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں سے بھی عمل کروایا وہ اسلام آج عوام الناس کے لئے اجنبی بن چکا ہے۔

الغرض ذیل میں ان امور کی نشاندہی کی جاتی ہے جن پر پاکستان اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں جماعت المسلمین کے علاوہ کوئی بھی عمل نہیں کر رہا۔ الا ماشاء اللہ۔

(۱) جمعہ کے خطبہ میں سورۂ قٓ کی تلاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے روز خطبہ دیا کرتے تھے تو ہر جمعہ کو خطبہ میں سورۂ قٓ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق حضرت ام ہشامؓ بیان کرتی ہیں :-

وَمَا اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ)

میں نے قٓ ذالقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان (مبارک) سے سن سن کر یاد کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے روز جب لوگوں سے خطاب فرماتے تو سورۃ قٓ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اب آپ چراغ لے کر ڈھونڈیں پوری دنیا میں کہیں بھی اور کسی بھی فرقے کا یا جماعت کا اس دائمی سنت پر عمل ہے؟ کہیں نہیں حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ جو کبھی اسلام کا گہوارہ رہے ہیں، وہاں بھی اس سنت پر عمل مفقود ہے۔

آج اس سنت پر صرف جماعت المسلمین ہی کی مساجد میں عمل ہو رہا ہے۔ گویا جماعت المسلمین ہی نے اس سنت کا احیاء کیا ہے۔

(۲) عیدین کی صلوٰۃ میں سورۂ قٓ اور سورۂ قمر کی تلاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی صلوٰۃ کی پہلی رکعت میں سورۂ قٓ اور دوسری رکعت میں سورۂ قمر پڑھا کرتے تھے اور اس کی دلیل درج ذیل ہے :-

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَ الْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (صحیح مسلم کتاب العیدین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید) اضحیٰ اور (عید) فطر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے تھے۔

یہ سنت بھی متروک ہے۔ ہر فرقے نے اس پر دبیز پردے ڈال دیے ہیں اور کوئی اسے بیان تک نہیں کرتا۔

یہ صرف جماعت المسلمین کی عیدگاہیں ہی ہیں جہاں ان نغماتِ سرمدی کی صدائیں فضائے عالم میں گونجتی ہیں۔ جماعت المسلمین کی عیدگاہوں کے علاوہ کہیں سنائی نہیں دیتیں۔

(۳) وضوء کے پانی کو ڈھانک کر رکھنا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں :

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَخْطِیَۃِ الْوَضُوْءِ (صحیح ابن خزیمہ جزء اول صفحہ ۶۲ و اسناد صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وضوء کے پانی کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔

بتائیے اس حکم پر کس فرقے کا عمل ہے، یا کون اس حدیث کو بیان کرتا ہے۔

(۴) ایک چلّو سے کلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں :۔

فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غُرُفَاتٍ مِنْ مَاءٍ (صحیح بخاری کتاب الوضوء جزء اول صفحہ ۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین چلو پانی سے تین بار کلّی کرتے، ناک میں پانی ڈالتے اور ناک سنکتے۔

اس سلسلہ میں کچھ اور احادیث بھی مختلف اسناد سے مروی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ
۱) سیدھے ہاتھ میں ایک چلّو پانی لے، کچھ پانی منہ میں لے اور کلّی کردے پھر باقی پانی کو ناک میں مبالغہ کے ساتھ چڑھائے، اگر روزہ دار ہو تو پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرے، پھر الٹے ہاتھ سے ناک سنکے، تین مرتبہ ایسا کرے۔ ہر مرتبہ کچھ پانی سے کلّی کرے اور کچھ ناک میں چڑھائے۔

نوٹ :۔ کلّی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے علیحدہ چلو لینا ثابت نہیں۔
مذکورہ احادیث کے حوالوں کے لئے صحیحین ملاحظہ فرمائیے مزید تفصیل کے لئے جماعت المسلمین کی شائع کردہ منہاج المسلمین یا صلوٰۃ المسلمین ملاحظہ فرمائیے۔

بتائیے اس حکم پر کون عمل کرتا ہے یا کس مذہبی جماعت کا اس پر عمل ہے؟

ایک جماعت اس حدیث کو مانتی تو ہے لیکن عمل وہ بھی نہیں کرتی۔ باقی جماعتیں تو مانتی ہی نہیں تو پھر عمل کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنّت بھی متروک ہے۔ کوئی فرقہ نہ عمل کرتا ہے نہ اسے بیان کرتا ہے البتہ تین چلو سے کلّی کی جاتی ہے اور تین علیحدہ چلو سے ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے جبکہ یہ فعل ثابت ہی نہیں اور جو چیز ثابت نہ ہو وہ کیا ہوتی ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔

ایک طرف صحیحین کی احادیث ہیں دوسری طرف خود ساختہ عمل ہے۔ فرقوں کے علماء کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ دونوں عمل صحیح ہیں یعنی جھ چلّو والا عمل بھی صحیح ہے لیکن آج تک وہ اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے۔

اگر دونوں عمل صحیح ہیں تو دونوں پر عمل ہونا چاہیئے لیکن افسوس کہ جو طریقہ سنّت سے ثابت ہے اس پر عمل نہیں بلکہ اس پر دبیز پردے ڈال دیئے گئے ہیں۔

بعض فرقے تو اس سنّت کو جائز ہی نہیں سمجھتے (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) جب جائز ہی نہیں سمجھتے تو اسے بیان کیسے کریں گے؟

ان کے ہاں چھ چلّو سے کم کا تو کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔

⑤ تشبیک

مسجد میں آ کر بیٹھنے والے عموماً گھٹنے کھڑے کر کے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بیٹھتے ہیں یا وضوء کے بعد ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالتے ہیں اسے تشبیک کہتے ہیں۔ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے آپ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے۔

ا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُکُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَہٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یُشَبِّکَنَّ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ فَاِنَّہٗ فِی الصَّلٰوۃِ (احمد و ابوداؤد و الحاکم. سندہ صحیح)۔

جب تم میں سے کوئی وضوء کرے تو اچھا وضوء کرے پھر جب مسجد جانے کے ارادے سے نکلے تو اپنی انگلیوں میں تشبیک نہ کرے اس لئے کہ وہ نماز میں ہے۔

اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُکُمْ لِلصَّلٰوۃِ فَلَا یُشَبِّکْ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ (رواہ الطبرانی فی الاوسط بسندہ صحیح الجامع الصغیر للالبانی جلد اوّل ص ۱۳۹)

جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے وضوء کرے تو اپنی انگلیوں میں تشبیک نہ کرے۔

معلوم ہوا کہ یہ انتہائی لغو فعل ہے لیکن دیکھ لیجئے کہ عوام اور خواص دونوں اس حکم کو اہمیت نہیں دیتے۔ علماء اس حدیث کو بیان نہیں کرتے بلکہ اس پر انہوں نے دبیز پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ عوام النّاس میں سے کوئی ان کی بے عملی کی گرفت نہ کر سکے۔

⑥ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ (صحیح مسلم باب استحباب القول مثل قول المؤذن جلد اوّل ص۱۶۳)

جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر (جب اذان ختم ہو جائے تو) مجھ پر درود بھیجو۔

اب دیکھ لیجئے کہ اس واضح حکم پر کس فرقے کا عمل ہے ؟

عموماً لوگ اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعاء اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ ...... الخ تو پڑھتے ہیں اور کچھ اضافی الفاظ (والدرجة الرفیعة وانك لا تخلف المیعاد) بھی پڑھتے ہیں (اور اس طرح پڑھتے ہیں گویا یہ اضافی الفاظ حدیث سے ثابت ہیں حالانکہ یہ کسی صحیح حدیث میں نہیں) لیکن اذان کے بعد درود شریف کوئی نہیں پڑھتا الا ماشاء اللہ، گویا یہ سنّت بھی جس کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا متروک ہے۔ علماء اس حکم پر نہ خود عمل کرتے ہیں اور نہ اسے بیان کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ ایسی باتوں پر عمل ہو رہا ہے جن کا حکم نہیں دیا گیا اور جن باتوں کا حکم دیا گیا تھا انہیں بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا حکم پر سوائے جماعت المسلمین کے کہیں بھی عمل نہیں، الا ماشاء اللہ۔

⑦ اذان کا جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

جب تم (مؤذن کی) نداء سنو تو جو مؤذن کہہ رہا ہو اسی کے مثل کہو۔

اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ اذان سننے والے کے لئے لازمی ہے کہ وہ مؤذن کے ادا کئے گئے کلمات کو دوہرائے یعنی وہی الفاظ کہے جو وہ کہہ رہا ہو۔

لیکن جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ یا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا

یہ الفاظ نہ دوہرائے بلکہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے (صحیح مسلم)

غور فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کا حکم دیا لیکن کسی نے اس حکم کو فرض نہیں سمجھا۔

یہی وجہ ہے کہ مذاہب خمسہ میں سے کسی ایک کا بھی اس پر عمل نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ بعض لوگوں نے اسے مستحب تو کہا لیکن فرض نہیں سمجھا اور نہ بتایا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ فرضیت بھی کالعدم ہو کر رہ گئی ہے۔

اس فرض کو بھی جماعت المسلمین نے زندہ کیا۔

⑧ تین رکعت وتر ایک سلام سے

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں :-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ (صحیح مسلم ۲۹۶/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء اور فجر کے درمیان گیارہ رکعت پڑھتے تھے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے اوّل تو یہ ثابت ہوا کہ صلوٰۃ اللیل یا تہجد کی عموماً گیارہ رکعتیں ہیں، دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے یعنی چار رکعت ایک سلام سے نہیں پڑھتے تھے، تیسرے یہ کہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ تین رکعت وتر ایک سلام سے نہیں پڑھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تُشَبِّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ (دارقطنی۔ سندہ صحیح)۔

تین رکعت وتر نہ پڑھا کرو، پانچ رکعت یا سات رکعت وتر پڑھ لیا کرو۔ (وتر کو) مغرب کی نماز کے مشابہ نہ کیا کرو۔

الغرض تین رکعت وتر ایک سلام سے منع ہیں۔ اس کے جواب میں علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اپنے قول کے خلاف عمل کرتے تھے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

قول وفعل کا تضاد کسی شریف آدمی میں بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ ایسے کام کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے لیکن افسوس کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل میں تضاد کے لئے لوگوں نے یہ اصول بھی گھڑ لیا کہ

"اگر قول وفعل میں تضاد ہو تو ایسی صورت میں دونوں عمل جائز ہونگے یعنی اگر تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھ لے تو بھی جائز اور نہ پڑھے تو یہ بھی جائز۔"

یہ اصول کس قدر قبیح ہے کسی نے غور نہیں کیا کہ یہ دراصل شعوری یا غیر شعوری طور پر شانِ نبوّت کی تنقیص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت گھٹانے کی المناک جسارت ہے۔

اوّل تو یہ ثابت ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھے اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھے ہیں تب بھی ہم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ نے تین رکعت وتر ممانعت کا حکم دینے سے پہلے پڑھے ہوں گے۔

ممانعت کے حکم نے موصولاً تین رکعت پڑھنے کے فعل کو منسوخ کر دیا۔ مزید برآں فعل کے مقابلے میں حکم کو ترجیح دی جاتی ہے۔

الغرض اس روشن اور سیدھے اصول کے باوجود اپنے مذہب کو ترجیح دینا یہ بندوں کی بندگی کا طوق پہننے کا نتیجہ ہے۔

(۹) تہجد اور تراویح

تہجد اور تراویح کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام دینِ اسلام کا اصل اصول ہیں۔

(۱) جب تہجد کے لئے اٹھے تو بیٹھنے کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے سورۂ آل عمران کی آخری گیارہ آیات پڑھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

(۲) تہجد یا قیامِ رمضان کی عموماً گیارہ رکعت پڑھے (صحیحین عن عائشہ الطیبۃ الطاہرۃؓ)

(۳) اگر چاہے تو کبھی گیارہ رکعت سے کم بھی پڑھ سکتا ہے (صحیحین عن ابن عباسؓ)

(۴) اگر چاہے تو کبھی تیرہ رکعت پڑھے (صحیح مسلم عن زید بن خالدؓ)

(۵) اگر ایک رکعت پڑھنا چاہے تو ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے (صحیح بخاری عن

عائشہؓ الصدیقۃ المطہرۃ)

(۶) جب تہجد یا قیام رمضان شروع کرے تو پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھے (صحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ)

(۷) پھر دو طویل رکعتیں پڑھے پھر ان دو سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھے پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھے، اسی طرح ہر دو رکعت اپنے ماقبل سے ہلکی ہوں پھر وتر پڑھے (صحیح مسلم عن عباسؓ)

مذکورہ بالا احکام واضح ہیں ان میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے لیکن کراچی سے پشاور تک چلے جایئے ان احکام پر کوئی بھی عمل کرتا دکھائی نہیں دیتا الاماشاء اللہ۔

یہ جماعت المسلمین ہی ہے جو ان احکام پر سختی سے عمل کرتی ہے۔

(۱۰) یوم النحر

دس ذوالحج یعنی یوم النحر کا ساتواں رکن طوافِ افاضہ ہے۔ احرام اتارنے کے بعد خوشبو لگانا اور مکہ معظمہ جا کر کعبہ کا طواف کرنا درج ذیل آیت کی روشنی میں فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (الحج - ۲۹)

پھر نہا دھو کر اپنا میل کچیل دور کریں، اپنی نذروں کو پورا کریں اور بیت قدیم (یعنی کعبہ) کا طواف کریں۔

لیکن اگر یوم النحر کی شام ہو جائے اور طوافِ افاضہ کے لئے نہ جا سکے تو پھر اسی طرح محرم ہو جائے گا جس طرح رمی سے پہلے تھا۔ لہٰذا دوبارہ احرام باندھنا پڑے گا اور جب تک طواف نہ کرلے اس وقت تک احرام نہیں اتار سکتا (مسند احمد و ابوداؤد وسندہ صحیح)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حکم پر بھی عمل مفقود ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ اکثر مجبوری، لاعلمی یا لاپرواہی کی وجہ سے منیٰ ہی میں شام ہو جاتی ہے اور مکہ معظمہ نہیں پہنچ سکتے لیکن دوبارہ احرام باندھنے کی ہدایت کوئی نہیں کرتا بلکہ اس پر دبیز پردے ڈال دئے گئے ہیں۔

(۱۱) خصّی جانور کی قربانی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ذی

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَبْرِ ذِي الرُّوْحِ وَعَنْ اِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ نَهْيًا شَدِيْدًا (رواہ البزار مجمع الزوائد جزء ۵ صفحہ ۲۶۵ وسندہٗ صحیح نیل الاوطار جزء ۸ صفحہ ۷۳)

روح کو باندھ کر تیر اندازی کرنے اور جانوروں کو خصی بنانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی متقاضی ہے کہ خصی جانور کی قربانی نہ کی جائے۔ لیکن افسوس اس حکم کو بری طرح پامال کیا جا رہا ہے اور اس پر بھی دبیز پردے ڈال دئے گئے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ اکثریت خصی جانوروں کی بلا دریغ قربانی کرتی ہے، کوئی عار محسوس نہیں کرتی اور نہ کوئی اس فعل کے خلاف آواز اٹھاتا ہے یہ جماعت المسلمین ہی ہے جس نے اس مکروہ فعل کے خلاف آواز بلند کی ہے۔

(۱۲) قرأت خلف الامام اور سکتات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ)

جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

یہ حدیث بالکل عام ہے اس میں منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت سب ہی شامل ہیں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

اگر غور کیا جائے تو اس حدیث کے مخاطب ہی مقتدی ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ جو مخاطب ہیں بعض مذاہب نے ان ہی کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ مزید ستم یہ کہ مذکورہ بالا حکم کو ساقط الاعتبار کرنے کے لئے درج ذیل حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔

مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَتَهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ

جو شخص امام کے پیچھے صلاۃ پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

اوّل تو یہ حدیث ہی ضعیف ہے دوسرے یہ کہ ایک صحیح حدیث کو مسترد کر کے ضعیف حدیث پر عمل و استدلال کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو تو امام کا دوسری سورت پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہو گا نہ کہ سورۂ فاتحہ۔ مقتدی کو تو سورۂ فاتحہ ہر حال میں پڑھنا لازمی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں سے فرماتے ہیں:۔

لَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِهَا (رواہ ابوداؤد والدارقطنی وسندہ حسن وروی نحوہ البخاری جزء القراۃ وسندہ حسن)

جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو تم قرآن (مجید) میں سے کچھ بھی نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے، اس لئے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

اس حدیث نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا یعنی مقتدی کو سورۂ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

اب آپ دیکھ لیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکام کو فروعی مسئلہ بنا کر اپنے اپنے علماء و فقہاء کے مذہب پر چلتے ہیں کیا وہ اس آیت کریمہ "اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" یعنی انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اپنا رب بنا لیا ہے (سورۂ توبہ - ۳۱) کے بمصداق شریعت ساز نہیں؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر ان کی تمام نمازیں اللہ تعالےٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر سکیں گی؟

دین اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ دین میں کمی بیشی سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں کر سکتا۔ جو لوگ علماء و مشائخ کے اجتہادات کو دین میں داخل کرتے ہیں وہ گویا انہیں شریعت ساز سمجھتے ہیں۔ کیا یہ طرز عمل شرک نہیں ہے؟

(۱۳) روزہ افطار کرنے کی دعاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے:۔

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (ابو داؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار جزء اول ص ۳۲۸ - سندہ صحیح)

پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔

مذکورہ بالا دعاء کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن اس دعاء کا پڑھنا بھی تقریباً متروک ہے شاید ہی کوئی اس پر عمل کرتا ہو۔

مندرجہ بالا دعاء کے برعکس یہ دعاء پڑھی جاتی ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ یہ دعاء صحیح سند سے ثابت

نہیں بلکہ اس کے بعض جملوں کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں۔

اس سلسلہ میں صوم کی نیت کی دعاء بھی ان الفاظ کے ساتھ "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" پڑھی جاتی ہے۔ یہ دعاء بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں اور جو چیز سنّت سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہوتی ہے۔ لیکن آپ دیکھ لیجئے کہ ان دونوں دعاؤں کی کس قدر تشہیر ریڈیو، ٹیلیویژن، اخبارات اور اوقات سحر و افطار کے نقشوں کے ذریعہ کی جاتی ہے اور اس طریقہ سے کی جاتی ہے گویا ان دعاؤں کا پڑھنا سنّت سے ثابت، عین ثواب اور عین اسلام ہے اور جو دعاء سنّت سے ثابت ہے اس پر دبیز پردے ڈال دئے گئے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ ان لوگوں نے اسلام کو کس قدر مسخ کر دیا ہے۔

(۱۴) دعاء کرنے سے پہلے پڑھنے کی دعاء

عبادت کی بہت سی اقسام ہیں۔ دعاء بھی ایک عبادت ہے۔ عبادت کا تعلق اگرچہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ و تعلیم کے خلاف کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہیں بلکہ ایمان و اسلام کے سراسر منافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت شرطِ ایمان ہے لہٰذا اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور ذکر و وظائف کے سلسلہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ طریقہ کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔

اس سلسلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کرنے سے پہلے جو دعاء ہمیں تعلیم فرمائی ہے وہ ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى الْعَلِيِّ الْوَهَّابِ — پاک ہے میرا رب جو اعلیٰ، بلند اور خوب دینے والا ہے۔

(مسند احمد وصحہ الذہبی بلوغ الامانی جزء ۱۴ صـ ۲۷۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کے یہ ابتدائی کلمات ہیں جو ہر دعاء سے پہلے ادا کرنے ضروری ہیں بہرحال دعاء تو سب ہی کرتے ہیں لیکن مذکورہ بالا دعاء کوئی نہیں پڑھتا۔ اس لئے نہیں پڑھتے کہ علماء نہ اس حدیث مبارکہ پر خود عمل کرتے ہیں اور نہ اسے بیان کرتے ہیں۔

(۱۵) دعاء کرنے کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کرتے وقت ہاتھوں کو اس قدر دراز کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی (صحیح بخاری وغیرہ)۔ اس سلسلہ میں مختلف اسناد سے کئی احادیث صحیح سند کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہیں۔ لیکن دعاء کرنے کا جو طریقہ مروّج ہے وہ خلافِ سنّت ہے۔ بلکہ ہاتھوں کو دراز کرنے کے بجائے تنگ دستی کے ساتھ اور انتہائی لاپرواہی کے ساتھ دعاء مانگی جاتی ہے۔

الغرض دعاء کرنے کا مسنون طریقہ مفقود ہے اور جو طریقہ رائج ہے اسکی کوئی دلیل نہیں بس ایک بھیڑ چال ہے جس پر علماء اور عوام عمل پیرا ہیں اور اصل طریقۂ سنت پر پردے ڈال رکھے ہیں۔

(۱۶) تعزیت کی دعاء

إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَىٰ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى
(صحیح بخاری کتاب الجنائز، صحیح مسلم کتاب الجنائز)

بیشک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا، اسی کا ہے جو اس نے عطاء فرمایا اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔

عام طور پر گھروں پر جاکر تعزیت کی دعاء کی جاتی ہے لیکن آپ نے دیکھا ہوگا کہ مذکورہ بالا دعاء کہیں نہیں پڑھی جاتی۔ عام لوگوں کا تذکرہ ہی کیا علماء بھی نہ اس پر عمل کرتے ہیں اور نہ اسے بیان کرتے ہیں۔

آج حالت یہ ہے کہ تعزیت ایک رسم بن کر رہ گئی ہے مثلاً کوئی شخص کسی کے گھر تعزیت کے لئے جاتا ہے تو بیٹھنے کے بعد "الفاتحہ" کہتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر سورۂ فاتحہ، معوذتین اور آیۃ الکرسی وغیرہ کا ورد کرنا شروع کر دیتا ہے حاضرین بھی اس کے ساتھ کچھ پڑھیں یا نہ پڑھیں ہاتھ اٹھا کر دعاء میں شریک ہو جاتے ہیں پھر تعزیت کرنے والا جوں ہی اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے حاضرین بھی منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور پھر موضوع کے مطابق باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہر تعزیت کرنے والا اسی طرح کرتا ہے اور حاضرین بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اس عجیب و غریب بدعت کو ایجاد کرنے کا سہرا کس کے

سر ہے؟ افسوس تو اس بات پر ہے کہ تعزیت کرنے کی جو دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی اس پر دبیز پردے ڈال دیئے گئے ہیں اس پر سوائے جماعت المسلمین کے کوئی عمل نہیں کرتا۔

(۱۷) سلام کرنا

سلام ایک بہترین دعاء ہے لیکن سلام کرنے کے طریقہ وآداب میں بڑی افراط وتفریط پائی جاتی ہے اور اس میں عام طور پر بڑی لاپرواہی کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے۔

سلام دین اسلام کی تعلیمات میں اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر بڑی سختی کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔ اس لئے سلام ایک دوسرے کو دعاء دینے کا ایک خوبصورت وحسین تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا
(النسآء - ۸۶)

اور جب تمہیں کوئی سلام کرے تو سلام کا جواب اس سے بہتر دیا کرو یا جواب میں سلام کے وہی الفاظ کہدیا کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ جب کوئی شخص سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب ضرور دیا جائے۔

۱۔ اگر پہلی مرتبہ سلام کرنے کے بعد درمیان میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر آجائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے (رواہ ابوداؤد وسندہٗ صحیح)

یہ سنت تو بالکل متروک ہے اس پر جماعت المسلمین کے علاوہ کوئی بھی عمل نہیں کرتا۔

۲۔ جب کسی کے گھر جائے تو سلام کرے اور اجازت لے (قرآن مجید)

لیکن ہوتا یہ ہے کہ کسی کے گھر جاکر ملاقات کرنے والے یا تو اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں یا صاحب خانہ کا نام چیخ چیخ کر پکارتے ہیں۔ یہ انتہائی درجہ کا لغو کام ہے، جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے گھر جاکر ملاقات کرنے والے کے لئے درج ذیل احکام دیئے ہیں۔

پہلی مرتبہ سلام کرنے کے بعد جواب یا اجازت نہ ملے تو دوسری مرتبہ سلام کرے، اگر دوسری مرتبہ سلام کرنے کے بعد جواب یا اجازت نہ ملے تو تیسری مرتبہ سلام کرے، اگر تین مرتبہ سلام کرنے اور اجازت طلب کرنے کے بعد بھی جواب یا اجازت نہ ملے تو واپس چلا

جائے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

لیکن ان احکام و سنن پر نہ کوئی عمل کرتا ہے اور نہ کوئی اسے بیان کرتا ہے بلکہ ان احکام پر دبیز پردے ڈال دیئے گئے ہیں۔

یہ جماعت المسلمین ہی ہے جو ان احکام پر سختی کے ساتھ عمل کرتی ہے۔

(۱۸) نصف شعبان کے بعد کے روزے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُوْمُوْا نصف شعبان (یعنی پندرہ شعبان) کے بعد روزے نہ رکھے۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح)

بتائیے اس ممانعت پر کون عمل کرتا ہے؟ یا اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون تشہیر کرتا ہے؟

علماء البتہ پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت بڑے زور و شور سے بیان کرتے ہیں اور نصف شعبان کے روزے کی فضیلت بھی بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہیں لیکن پندرہ شعبان کے بعد روزے رکھنے کی ممانعت بیان نہیں کرتے بلکہ اس پر بھی دبیز پردے ڈال دیئے ہیں۔

اس مہینہ میں پندرہویں رات کی یا اس کے علاوہ کسی اور رات کی عبادت کے سلسلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ ماہ شعبان کی پندرہویں رات کی عبادت کے سلسلہ جو روایت مروی ہے وہ موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہے۔

اس رات کو قبرستان جانا بھی ثابت نہیں ۔ شعبان کے مہینہ کے روزوں کے علاوہ تمام باتیں من گھڑت ہیں (مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ و صفحہ ۲۳۹)

الغرض ان تمام حقائق کے باوجود مساجد و قبرستانوں میں کیا نہیں ہوتا۔ اصل اسلام اجنبی بن کر رہ گیا ہے۔

(۱۹) لینا، دینا، کھانا اور پینا

مذکورہ بالا عنوانات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و تعلیمات ملاحظہ فرمائیے :۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
سیدھے ہاتھ سے دے اور سیدھے ہاتھ سے لے (صحیح مسلم)
افسوس کہ اس حکم کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور آج حالت یہ ہے کہ علماء بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔
۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا سیدھے ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھاتے تھے (صحیح مسلم)
۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کھانا کھانے کے بعد رکابی کو صاف کرے اور انگلیوں کو چاٹ لے (صحیح مسلم)
مذکورہ بالا دونوں احکام پر شاید ہی کوئی عمل کرتا ہو، یا ان احکام کی تبلیغ کرتا ہو۔
۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
سیدھے ہاتھ سے پیئے، الٹے ہاتھ سے ہرگز نہ پیئے (صحیح مسلم)
۵۔ پیتے وقت بیٹھ جائے، کھڑے ہوکر ہرگز نہ پیئے، اگر بھولے سے کھڑے ہوکر پی لے تو قے کر دے، اس لئے کہ کھڑے ہوکر پینے والے کے ساتھ شیطان پیتا ہے (صحیح مسلم و روی احمد نحوہ وسندہ صحیح)
کھڑے ہوکر پینے کی کس قدر سختی سے ممانعت کی گئی ہے لیکن اتنی سخت ممانعت کے باوجود اس حکم کی خلاف ورزی عام ہے صرف اس لئے کہ علماء نے ان احکام پر دبیز پردے ڈال دئے ہیں۔ انہیں بیان ہی نہیں کیا جاتا۔
غرض یہ کہ ان احکام پر سوائے جماعت المسلمین کے کوئی عمل نہیں کرتا۔

(۲۰) چہرے پر نہ مارے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
کسی کے چہرے پر نہ مارے (صحیح مسلم کتاب اللباس)
حتیٰ کہ جانور کے چہرے پر بھی نہ مارے (صحیح مسلم کتاب اللباس)
آپ دیکھیں کہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو غصہ آتا ہے تو وہ بے دریغ بچے کے منہ پر طمانچہ مار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اسکولوں اور مذہبی مدرسوں کے اساتذہ و مدرس بھی بچوں کے چہرے پر طمانچہ مارنے کو اپنا استحقاق سمجھتے ہیں حالانکہ حدیث بالا میں چہرے پر مارنے کی ممانعت کی گئی ہے افسوس کہ علماء اسے بیان تک نہیں کرتے اور یہ جرم

بدستور جاری ہے۔

(۲۱) بال اور اس کے متعلقات

۱. روزانہ کنگھی نہ کرے بلکہ ایک دن بیچ کنگھی کرے۔ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وصحہ)

۲. سر کے بال منڈانا خوارج کی علامت ہے۔ (صحیح بخاری)

۳. جب بال سفید ہوجائیں تو انہیں رنگ لے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۴. مونچھوں کے بالوں کو پست کرے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۵. بغل کے بالوں کو اکھاڑتا رہے (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ)

مندرجہ بالا احکام کے سلسلہ میں آپ خود تحقیق ومشاہدہ کرلیں، آپ کو ان تمام احکام پر کہیں بھی عمل نہیں ملے گا اس لئے کہ ان احکام کو فرض ہی نہیں سمجھا گیا۔ زیادہ سے زیادہ ان احکام کو نفل ہی سمجھا گیا یعنی کرلو تو اچھا ہے نہ کرو تو کوئی گناہ نہیں۔

ان سنگین کوتاہیوں میں عوام تو عوام علماء بھی برابر کے شریک ہیں۔

۱. علماء سر میں روزانہ کنگھی کرتے ہیں۔

۲. اکثر علماء سر بھی منڈاتے ہیں۔

۳. بال سفید ہوجاتے ہیں تو رنگتے نہیں۔

۴. موچھیں منڈاتے ہیں۔

۵. بغل کے بال اکھاڑنے کے بجائے مونڈتے ہیں۔

جب علماء کا یہ حال ہو تو عوام کس طرح ان احکام پر عمل کریں۔ علماء ان احادیث کو بیان ہی نہیں کرتے کہ مبادا ان کی گرفت ہوجائے۔

(۲۲) آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ (احزاب - ۳۳)

(اے نبی کی) گھر والیو! اللہ نے تو یہ ارادہ کرلیا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کردے اور تمہیں مبالغہ کے ساتھ پاک کردے۔

یہ ازواجِ مطہرات کی ایسی فضیلت ہے کہ اس میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں

وہ بغیر کسی شرط کے اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تطہیر میں شامل ہیں۔

بیوی کے لئے اہلِ بیت کا مرکب اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود کی آیت ۷۳ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ نور و صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک)

اے مسلمین کی جماعت، ایسے شخص کے مقابلے میں جس نے میرے اہلِ بیت (گھر والی) پر تہمت لگائی ہے کون میری مدد کرے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

یہ آیت "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" میرے گھر میں نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا پھر آپ نے فرمایا:۔

اے اللہ یہ (بھی) میرے اہلِ بیت ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول کیا میں اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم میری اہل ہو تم تو بہتر (مقام پر) ہو اور یہ لوگ بھی میرے اہلِ بیت ہیں (ہاں) اے اللہ یہ بات ضرور ہے کہ میری بیویاں (تطہیر کی) زیادہ حقدار ہیں (رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر سورۂ الاحزاب ۲/۴۱۶ - سندہ صحیح)

یہ ہے اصل حقیقت لیکن آیۂ تطہیر کے اوّلین مخاطبین کو پس پشت ڈال دیا گیا اور ایک مخصوص گروہ نے آیت اور حدیث کو غلط اور خود ساختہ معنی اور مفہوم پہنا دئے۔ کوئی اصل حقیقت بیان تک نہیں کرتا۔ اس طرح قصداً آیۂ تطہیر کے اصل مخاطبین کو نظرانداز کر دیا گیا ہے اور اس پر بھی دبیز پردے ڈال دئے ہیں۔

(۲۳) صف بندی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی کے سلسلہ میں جو احکام دئے ہیں وہ ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

(۱) صفوں کو برابر رکھو (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۲) سینے بھی آگے پیچھے نہ ہوں (صحیح مسلم)

(۳) صفوں کو سیدھا رکھو تمام لوگ اس طرح مل کر کھڑے ہوں جس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۴) صحابۂ کرام اپنے برابر والے کے کندھے سے اپنا کندھا اور اس کے قدم سے اپنا قدم چمٹا لیا کرتے تھے (صحیح بخاری)

(۵) ہر صف کو پورا کرے، کوئی صف ادھوری نہ ہو اگر کمی ہو تو صرف آخری صف میں (رواہ ابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح)

(۶) امام کو چاہیئے کہ خود صفوں کو سیدھا کرے اور مبالغہ کے ساتھ سیدھا کرے (صحیح مسلم)

(۷) امام صفوں میں پھرے مقتدیوں کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ رکھے اور ان سے کہے کہ سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ ہو (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی کے سلسلہ میں محض احکام ہی نہیں دئے بلکہ

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صفیں سیدھی کرایا کرتے تھے (صحیح مسلم)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جا کر صفیں سیدھی کرتے تھے۔ (رواہ النسائی وسندہ صحیح)

مذکورہ بالا احکام وہ روشن احکام ہیں جن پر سوائے جماعت المسلمین کی مساجد کے آپ کو کسی مسجد میں اہتمام وسختی کے ساتھ عمل نہیں ملے گا۔

اتنا ضرور ہے کہ ان کے امام یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ صفیں سیدھی کرلو، لیکن کسی امام کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ صفوں کے درمیان ایک سرے سے دوسرے سرے تک خود جا کر تمام احکام پر ٹھیک اسی طرح عمل کرائے جس طرح وہ احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ افسوس کہ ان احکامات پر تو انہوں نے دبیز پردے ڈال دئے ہیں۔ اب عمل کون کرے؟

(۲۴) مسنون قرأت

قبل ازیں یہ بتایا جا چکا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں سورۂ قٓ اور سورۂ اقتربت الساعۃ پڑھا کرتے تھے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کے لئے مخصوص سورتوں کا تعین

فرما کر امت پر واضح کر دیا ہے کہ ان ہی کی بتائی ہوئی ترتیب کے ساتھ پانچوں اوقات میں مسنون قرأت سے صلاۃ پڑھی جائے۔

ذیل میں مسنون قرأت کی ترتیب ملاحظہ فرمایئے:۔ (فرض رکعات میں)

فجر سورۂ قٓ (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ)۔ سورۂ اذا الشمس کورت (صحیح مسلم عن عمرو بن حریث) سورۂ مؤمنون (صحیح مسلم عبداللہ بن سائب)۔ سورۂ حجرات تا سورۂ والسماء ذات البروج (رواہ النسائی عن ابی ہریرہؓ وسندہٗ صحیح) دونوں رکعتوں میں ہر رکعت میں سورۂ اذا زلزلت (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح) سورۂ طور (صحیح بخاری عن ام سلمہؓ) سورۂ واقعہ (صحیح ابن خزیمۃ) سورۂ یٰسٓ (رواہ احمد وسندہ صحیح) سورۂ صٰفّٰت (رواہ ابویعلیٰ سندہ صحیح)

فجر کی صلاۃ میں ۶۰ تا ۱۰۰ آیات تلاوت کی جائیں (صحیح بخاری کتاب المواقیت)

جمعہ کے دن فجر کے (فرضوں میں)

الٓمٓ تَنْزِيْل ، هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ)

فجر کی سنتوں میں

قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (صحیح مسلم) یا سورۂ البقرہ کی ۱۳۶ ویں آیت اور آل عمران کی ۵۲ ویں آیت (صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

سفر میں، فجر کے فرضوں میں

سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وسندہٗ صحیح۔ التعلیقات ۲۶۸/۱)

ظہر (فرضوں میں)

سورۂ وَاللَّيْلِ (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ) سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ) وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ و وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ الترمذی) شمس و انشقاق و غاشیۃ (ابن خزیمۃ وسندہ صحیح)

پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس اور آخری دو رکعتوں میں تقریباً ۱۵، ۱۵ آیتیں پڑھی جائیں (صحیح مسلم عن ابی سعیدؓ)

عصر (فرضوں میں)

سورۂ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ و وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (رواہ ابوداؤد و الترمذی و صححہ الترمذی)۔ وَاللَّيْلِ و الشَّمْس (ابن خزیمۃ وسندہ صحیح)
پہلی دو رکعتوں میں تقریباً پندرہ اور آخری دو رکعت میں ان کا نصف (صحیح مسلم عن ابی سعیدؓ)

مغرب (فرضوں میں)

سورۂ طُوْر (صحیح مسلم عن جبیر بن مطعمؓ)
سورۂ وَالْمُرْسَلٰت (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ام فضل)
سورۂ الْاَعْرَاف متفرق مقامات سے دو رکعتوں میں (رواہ النسائی سندہٗ صحیح)
سورۂ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَاب سے قرآن مجید کی آخری سورت تک (رواہ النسائی سندہٗ صحیح)
سورۂ مُحَمَّد (الطبرانی والمقدسی بسندہٖ صحیح)
سورۂ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْن (احمد والطیالسی وسندہ صحیح)

عشاء (فرضوں میں)

سورۂ وَالشَّمْس، سورۂ وَالضُّحٰى، سورۂ وَاللَّيْل، سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن جابرؓ)
پہلی دو رکعتوں میں سورۂ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے سورۂ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَاب تک کی سورتیں (رواہ النسائی وسندہ صحیح)
سورۂ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (صحیح مسلم عن جابرؓ)۔ سورۂ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن البراء)۔ سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ)

جمعہ

سورۂ جُمُعَة اور سورۂ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ) یا
سورۂ جُمُعَة اور سورۂ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَة یا
سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور سورۂ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَة

(صحیح مسلم عن نعمان بن بشیر)

عید

سورۂ قٓ اور سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ (صحیح مسلم کتاب العیدین)
سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور سورۂ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ (صحیح مسلم کتاب الجمعہ عن نعمان بن بشیر) یا

یہ ہے مسنون قرأت کی تفصیل لیکن اس پر کہیں بھی عمل دکھائی نہیں دیتا اور نہ اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، نہ اسے بیان کیا جاتا ہے۔

یوں سمجھئے کہ وہ اسلام جو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) امت کو دے کر گئے تھے وہ اسلام مسخ کر دیا گیا اور اس پر دبیز پردے ڈال دئے گئے۔ ہر فرقے نے اپنا مذہب، نام اور کام الگ الگ کر لیا اور دینِ اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔

جماعت المسلمین کا نام بھی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا، اس کا دین بھی وہی دینِ اسلام ہے جس کو اللہ تعالٰے نے پسند فرمایا تھا۔

لٰہذا جماعت المسلمین کب اس بات کو گوارا کر سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں چھوڑی جا رہی ہوں اور علی الاعلان یہ کہہ کر ان کا استخفاف کیا جا رہا ہو کہ سنت ہی تو ہے فرض تو نہیں۔ سنتوں کو ترک کرنا اور پھر ترکِ سنت کو گناہ تک نہ سمجھنا یہ عقیدہ و عمل اتنا قبیح اور گمراہ کن ہے کہ اسلام کے تمام ضابطے اور آداب کالعدم ہو کر رہ گئے ہیں ضروری ہے کہ اس باطل عقیدہ کے خلاف بھرپور جدّ وجہد کی جائے۔

جماعت المسلمین اپنے مختلف کتابچوں اور اجتماعات میں اسلام کے متوازی مذاہب اور ان کے علماء کے طرزِ عمل کے بارے میں یہ بات ثابت کرتی رہی ہے کہ اسلام کچھ کہتا ہے اور اہلِ مذاہب کچھ اور کرتے ہیں۔ نام اسلام ہی کا لیتے ہیں لیکن درحقیقت دینِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

جماعت المسلمین کی کوشش یہ ہے کہ اسلام پر جو دبیز پردے ڈال دئے گئے ہیں انہیں ہٹا دیا جائے تاکہ عوام الناس تقلیدی اسلام کو چھوڑ کر اس حقیقی اسلام کو اختیار کریں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دے کر گئے تھے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ